اقوالِ زریں امام غزالیؒ قدس سرہ

ترتیب: مولانا قاری عطاء الرحمن اعوان،

حضرت امام غزالیؒ قدس سرہ کا اپنے شاگرد کو خط کا جواب اور امام الزاہدین، سراج السالکین حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے کیے گئے اُس کے ترجمہ سے انتخاب۔

۱......تعلیمات نبوی ﷺ کی جامعیت:

تمام پہلے اور پچھلے لوگوں کی نصیحتیں جناب سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ میں موجود ہیں، آپ ﷺ کے ارشادات جامع اور حرفِ آخر ہیں، پوری کائنات میں خیر خواہانہ کلمات کہنے والے ان ہی ارشادات عالیہ کے خوشہ چین ہیں، جس نے بھی ان ارشادات عالیہ سے روشنی حاصل نہیں کی، اُس نے اپنی عمر کو ضائع کیا، ان ارشادات سے ساری دنیا کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

۲......محروم کی علامت:

انہیں ارشادات میں سے ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص سے نظر رحمت پھیر لیتا ہے تو وہ شخص بے کار کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے، اگر اس کی عمر کا ایک لحظہ بھی بے مقصد گزرا تو اس پر جتنا افسوس کرے وہ کم ہے اور جس کی عمر کے چالیس سال گزر گئے ہوں اور اس کے نیک اعمال برے کاموں پر غالب نہ آئے ہوں تو اس کو دوزخ کی آگ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

۳......علم بے عمل کا عذاب:

نصیحت کرنا اور اس کو سن لینا تو بہت آسان ہے، مگر اس پر عمل کرنا تو بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ نصیحت کا ذائقہ عموماً کڑوا معلوم ہوتا ہے، جو لوگ رسمی علوم صرف اس لئے حاصل کرتے ہیں کہ اس سے دنیاوی جاہ وجلال حاصل کریں جو ان علوم کی سندات اور ڈگریوں سے حاصل ہو جاتا ہے۔ علوم حاصل کرنا اور عملی قدم نہ اٹھانا یہ نیت فاسد اور غرض بری ہے، ایسے لوگوں کو آپ ﷺ کے ان ارشادات عالیہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

۱......''سب لوگوں سے زیادہ عذاب قیامت کے دن اس عالم کو دیا جائے گا جس کو خود اپنے علم سے نفع نہ ہوا''۔

۲......''وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا، اُسے دوزخ میں ڈالا جائے گا، اس کی جلن سے دوسرے دوزخی بھی چلا اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تو نے دنیا میں کون سا بڑا جرم کیا ہے کہ تیری بد بو سے ہم بھی متاثر ہو رہے ہیں؟ عذاب میں تو ہم پہلے ہی مبتلا تھے، تو نے مزید ہمیں دکھ دیا تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں ایک عالم تھا جس نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا۔

۴......علم بے عمل کی مثالیں:

۱......ایک آدمی امور جنگ سے پورا واقف ہو اور اس کے پاس دس ہندی تلواریں اور بہترین تیر وکمان کافی تعداد میں ہوں اور وہ کسی جنگل میں جا رہا ہو کہ اچانک اس پر شیر حملہ کردے تو کیا صرف اس کی جنگی مہارت اور بہترین اسلحہ اسے شیر کے حملہ سے بچا دے گا؟ نہیں! جب تک وہ اپنی جنگی مہارت کے ذریعے اسلحہ کو کام میں نہیں لائے گا، وہ شیر کے حملہ سے نہیں بچ سکے گا، اسی طرح اگر ایک شخص کو ایک لاکھ مسائل زبانی یاد ہوں اور عمل ایک پر بھی نہ ہو تو فائدہ نہیں ہوگا۔

۲......اگر ایک شخص صفراوی امراض میں مبتلا ہو اور وہ جانتا ہو کہ شربت سکنجبین پینے سے اس کے امراض دور ہو جائیں گے، مگر اس کو استعمال نہ کرے تو کیا صرف اتنا جاننے سے اس کے امراض دور ہو جائیں گے؟ اسی طرح بہت سے علوم حاصل کر لینے اور بہت سی کتابیں جمع کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک رحمت الٰہیہ کا طلب گار نہ ہو، جیسا کہ ارشاداتِ الٰہیہ سے واضح ہے:

۱......''انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لئے محنت کرتا ہے''۔ (النجم:۳۹)

۲......''جو اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو، اُسے نیک عمل کرنے چاہئیں''۔ (الکہف:۱۱۰)

۳......''بدلہ ہے ان کاموں کا جو وہ کرتے تھے''۔ (الم السجدہ:۱۷)

نیک لوگوں کے بارے میں فرمایا:

۴......''وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے، اُن کے لئے مہمانی کے طور پر ٹھنڈی چھاؤں کے باغات ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے''۔اسی طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: ۱......کلمۂ شہادت پڑھنا، ۲......نماز قائم کرنا، ۳......زکوٰۃ ادا کرنا، ۴......رمضان شریف کے روزے رکھنا، ۵......فرض ہونے پر حج کرنا۔

۵......نمازِ تہجد کی برکت:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: سنائیں کیا گزری؟ تو انہوں نے فرمایا: سحری کے وقت جو چند رکعتیں نمازِ تہجد پڑھا کرتا تھا، وہ کام آگئیں اور نجات ہوگئی۔

۶......ایمان کا مفہوم:

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ: ''زبان سے اقرار کرنے، دل سے تصدیق کرنے، اعضاء سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے''۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ نجات کا تعلق عمل سے ہے اس کے علاوہ بھی اس پر بہت سے دلائل ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

جنت میں داخلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل وکرم سے ہوگا، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت تو اسی پر نازل ہوتی ہے جو اس کے لئے تیار اور منتظر ہو اور یہ استعداد وقابلیت تو اسی وقت میسر ہوسکتی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے۔

۷......انابت کی ضرورت:

سارا عمل خلوصِ نیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے''۔ (الاعراف:۵۶) اس آیت میں محسنین کا لفظ ہے جو احسان سے بنا ہے، احسان کا معنی ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق یہ ہے کہ: ''تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس یقین سے کرے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، ورنہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے''۔ تو جو لوگ محسن (نیک اعمال کرنے والے) نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محل نہیں بن سکتے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

انسان کو جنت میں داخلہ تو ایمان ہی کی بدولت ملے گا جو کہ صحیح عقائد کا نام ہے مگر جنت میں داخلہ کے لئے پُل صراط کو عبور کرنا ہوگا اور اس کو عبور کرنے کی رفتار اسی طرح ہوگی جس طرح اس دنیا میں نیک اعمال کی رفتار رہی، اگر نیک اعمال سرانجام دینے کی رفتار تیز رہی تو پل صراط پر گزر بھی اسی تیزی

کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ اس دنیا میں سنت نبوی کی پیروی کے اعتبار سے حوض کوثر سے پانی ملے گا، یہ تو یقینی بات ہے کہ جو محنت کسی کے سپرد کی گئی ہو تو جب تک وہ اس محنت کو نہیں کرے گا اس کو مزدوری نہیں ملے گی، اس لئے درست بات یہ ہے کہ جنت میں داخلہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگا، مگر اعمال صالحہ کی برکت سے اپنے آپ کو مستحق بنانا ضروری ہے۔

۸......ایک حکایت:

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے کئی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اخلاص کو فرشتوں کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجا، جس نے اسے جا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو جتنی عبادت کرے گا بالآخر تو دوزخ میں جائے گا، یعنی اگر تو نے عبادت میں ریاکاری کو دخل دیا۔ تو اس شخص نے جواب میں کہا: میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور بندہ کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کی عبادت کرے اور معبود برحق کی شانِ الوہیت اور اس کے فیصلہ کو صرف وہی جانتا ہے، اس لئے میں تو اس کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرتا رہوں گا تو اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: اے علیم وخبیر ذات! تیرے بندہ نے جو کچھ کہا وہ تو تجھے معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جب میرا کمزور بندہ اپنے عزم میں اتنا مضبوط ہے تو میں معبود اور قادر کریم ہو کر کیوں اس سے منہ موڑوں گا؟ میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت کر دی۔

۹......اعمال صالحہ کا مقام ومرتبہ:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''خود اپنا حساب کرلو، اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حساب لے اور اپنے اعمال کا وزن خود کرلیا کرو، اس سے پہلے کہ ان کا وزن قیامت کے دن کیا جائے''۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ جنت میں بغیر نیک اعمال کے پہنچ جائے گا تو یہ صرف اس کی ایک خواہش اور تمنا ہی ہے اور جس کا یہ یقین ہو کہ وہ جنت میں نیک اعمال کی محنت سے پہنچ سکتا ہے تو یہ اس کی لاپرواہی ہے، یعنی یہ دونوں باتیں درست نہیں، بلکہ درست بات یہ ہے کہ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل وکرم سے ہوگا، مگر نیک اعمال کے ذریعہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنانا ضروری ہے، اس لئے حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وہ کتنا بے حیا ہے جو میرے احکام پر عمل کی محنت کے بغیر میری جنت کی تمنا رکھتا ہے، میں ایسے شخص پر نظر رحمت کر کے اس کو جنت میں کیوں داخل کروں؟ جس نے میری فرمانبرداری میں بُخل سے کام لیا۔ آپ ﷺ کا یہ ارشاد بالکل واضح ہے کہ ''عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنا فرمانبردار رکھتے ہوئے موت کے بعد والی زندگی بنانے کے لئے محنت کرے اور احمق وہ شخص ہے جو نفس کی غلامی کرے اور جنت میں داخلہ کا امیدوار رہو''۔

(جاری ہے)